السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

احکام قربانی کے کیا کیا ہیں۔ تفصیلا بیان فرمادیں۔

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مسلم شریف کی روایت ہے۔

لاتذبحوا الا مسنة الاان یعسر علیکم فتذبحوا جذعة من الضان

یعنی قربانی میں صرف مسنہ ذبح کرو لیکن اگر میسر نہ ہو تو بھیڑ کا جزعہ ذبح کرو۔

چونکہ آپ ﷺ نے فرمایا!کہ بھیڑ کا جزعہ ذبح کرو۔ اس لئے معلوم ہوا کہ اور جانوروں کا مثلا اونٹ بکری گائے کا جزعہ جائز نہیں ہے بلکہ ان جانوروں کا مسنہ ہی کرنا چاہیے۔ اب ہم جزعہ اور مسنہ کی لغوی تحقیق اور شراح حدیث کی تشریحات ذیل میں نقل کرتے ہیں تاکہ ان کے معنی اورع مطالب بخوبی واضح ہوجاویں۔ چونکہ جزعہ ضان کی کھلی ہوئی اجازت موجود ہے اس لئے ہمیں اس کی نسبت آئمہ حدیث کی تشریح و تحقیق نقل کرنے کے بعد جزعہ معز1 (بکری کے جزعہ) جزعہ بقر2 (گائے کا جزعہ) جزعہ ابل3 (اونٹ کا جزعہ) کی بھی آئمہ حدیث کی تحقیقات لکھ دینی چاہیے۔ تاکہ پورے طریق س مسئلہ کی وضاحت ہوجاوے۔

## جزعہ ضان کی عمر کی نسبت جمہور اہل علم اور آئمہ لغت کی تحقیق

(فتح الباری میں ہے۔(فتح الباری پ23ص 329

۔) نووی میں ہے۔(نووی شرح مسلم جلد ثانی ص 2155

۔ نیل الاوطار میں ہے۔3

)الجزع من اشضان ماله سنة تامة ہذا ہو الاشہر عن اہل اللغة وجمہور من العلم من غیرہم ( نیل الاوطار جز5ص 202

تحفۃ الاحوزی میں بحوالہ نہایہ ابن کثیر میں ہے۔

) ومن الضان ما تمت لہ سنة (تحفہ جلد ثانی ص55

۔ مجع البحار لغت حدیث میں ہے۔5

)الجزع من الضان ما تمت لہ سنة (مجمع جلد اول ص 181

۔ بزل المجہود میں ہے۔6

) فی اللغة ما تمت لہ سنة (بزل جلد رابع ص 71

ان سب سے معلوم ہوا کہ بھیڑ کا جزعہ وہ بچہ کہلاتا ہے۔ جو پورے ایک سال کا ہو۔ نیز یہ معلوم ہوا۔ یہ مسلک جمہور اہل علم اور اماماں لغت کا ہے۔ خود حافظ ابن حجرؒ نے بھی اس قول کو جمہور اہل علم کی طرف منسوب فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

) فمن الضان ما اکمل السنة وہو قول الجمہور (فتح پ23

لیکن اور مسائل اختلافیہ کی طرح اس میں بھی حنفیہ نے اختلاف کیا ہے۔ جس کا ذکر خود آئمہ حدیث نے اور فقہ کے مصنفین نے بھی کیا ہے۔

جزعہ ضان کی عمر میں حنفیہ اور حنابلہ کا اختلاف اور جمہور اہل علم اور آئمہ لغت سے ان کا شذوز

1۔ ہدایہ میں ہے۔

والجزع من الضان ما تمت لہ ستۃ اشہر فی مذہب الفقہاء

(ہدایہ مع کفایہ جلد رابع ص 34)

2۔ نووی میں اس طرح زکر ہے۔

(قبل مالہ ستۃ اشہر (نووی جلد ثانی ص 155

3۔ فتح الباری میں اس طرح ہے۔

( وثانیہا نصف ستۃ وہو قول الحنفیۃ وحنابلہ (فتح پ23 ص 329

( ۔ بزل المجہود میں ہے۔ (بزل جلد رابع ص 471

تصریحات بالا سے معلوم ہوا کہ احناف کے نزدیک جزعہ ضان بھیڑ کا وہ بچہ ہے۔ جو پورے 6 ماہ کا یا اس سے کچھ زیادہ عمر کا ہو۔ چونکہ یہ قول لغت کے خلاف تھا۔ اسلئے ہدایہ میں جزعہ ضان کی تشریح کرتے ہوئے۔ فی مذہب الفقہاء کی قید لگا دی تاکہ یہ ظاہر ہو کہ آئمہ لغت کی یہ تشریح نہیں ہے۔ کفایہ میں ہے۔

( قید بمزہب الفقہاء احترازا عن قول اہل اللغۃ (کفایہ جلد 4 ص 34

اسی طرح بزل المجہود میں ہے۔

( وفیہ بقولہ شرعا لانہ فی اللغۃ ما تمت لہ ستۃ (بزل جلد 4 ص 71

معلوم ہوا کہ آئمہ لغت کی تصریح احناف کے مذہب کے یکسر خلاف ہے۔ اور یہ کہ صحیح مسلک وہی ہے۔ جسے ہم نے امام شوکانی۔ امام نووی۔ حافظ ابن حجرؒ کی تصریحات سے جمہور اہل علم کی تحقیق کے مطابق یکسالہ بچہ کا قول نقل کیا ہے۔ اس بارے میں اور بھی شاز اقوال ہیں۔ جنھیں قیل سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چونکہ وہ جمہور اہل علم کے خلاف ہیں۔ اور آئمہ مذاہب میں سے کسی مشہور مذہب کی طرف منسوب بھی نہیں۔ اس لئے ہمیں ان کے اعادہ کی ضرورت بھی نہیں۔ اعلام۔ حسب تصریح حافظ ابن حجرؒ وغیرہ جزعہ ضان وہی ہے۔ جو یکسالہ ہو پس بعض کتب اہل حدیث میں بھیڑ کے چھ سات ماہ والے بچہ کے قربانی کی نسبت جو اجازت ملتی ہے۔ وہ در اصل فقہی اجتہادی قول حنفیہ کے مطابق ہے جو کہ جمہور اہل علم اور آئمہ لغت کے خلاف ہے۔

## جزعہ معز کی اجازت ایک صحابی کو

جزعہ ضان کی بحث سے فارغ ہو کر اب ہم جزعہ معز کی نسبت امامان حدیث کی کتابوں سے نقل کر کے یہ ثابت کریں گے۔ کہ ''جزعہ معز'' اور کسی کےلئے جائز نہیں۔ صرف ایک صحابی کےلئے رسول کریم ﷺ نے مخصوص اجازت دی تھی۔ اور اس موقع پر ہم جزعہ معز کی نسبت بھی شراح حدیث کی تصریحات کو نقل کریں گے۔ بخاری شریف میں ایک روایت ہے کہ حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عید سے پہلے اپنی قربانی کو زبح کر ڈالا تو تو آپ ﷺ نے فرمایا!

شاتک شاۃ لحم

کہ پہلے کر ڈلنے سے تو صرف گوشت خوری کا فائدہ ہو گا قربانی تو نہ ادا ہوئی۔ تو حضرت ابو بردہ نے کہا۔ میرے پاس معز کا جزعہ موجود ہے۔ حکم ہو تو اس کی قربانی کر دیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

( اذبحہا ولا تصلح لغیرک (ملاحظہو بخاری پ23

مسلم شریف میں اسی طرح ہے کہ انہوں نے کہا تھا۔

ہی خیر من مسنۃ

اور مسلم کی ایک دوسری روایت میں ان کا یہ مقولہ ہے۔

مطلب یہ ہے کہ انہوں نے جزعہ معز کےلئے اجازت طلبی کے موقع پر کہا کہ میرا جزعہ معز اس قدر فربہ اور تیار ہے۔ کہ مسنہ سے بھی بہتر اور دو بکریوں سے بھی عمدہ ہے۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا! خیر تم اس کو زبح کر دو لیکن دوسرے کیلئے جائز نہیں۔

(مسلم جلد ثانی ص 154)

مسلم اور بخاری کی متفق علیہ روایت سے ظاہر ہے کہ جزعہ معز دوسرے کےلئے جائز نہیں ہے۔ چنانچہ امام نووی شارح مسلم نے اپنی فوائد میں لکھا ہے۔

وفیہ ان جذعۃ من المعز لا تجزي في الاضحیۃ قال النووي وہذا متفق علیہ

(نیل الاوطار جزخامس مصری ص 202)

صاحب عون لکھتے ہیں۔

ان الجزع من المعز لا یجزي عن احد ولا خلاف ان لا ثنی من المعز جائز

(عون المعبود جلد ثالث ص 54)

اب ہم شراح حدیث اور آئمہ لغت کی تصریحات جزعہ معز کی نسبت نقل کرتے ہیں۔ تاکہ یہ معلوم ہو کہ جس جزعہ معز سے حضور اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے اس کی عمر کیا ہے۔؟ جزعہ معز کی نسبت 1 حافظ بن حجرؒ نے لکھا ہے۔

(فہو ما دخل فی السنۃ الثانیۃ (فتح الباری پ 33 ص 324

2۔ تحفۃ الاحوزی میں نہایہ ابن ایثر کے حوالہ سے یہ عبارت ہے۔

(الجزع من البقر والمعز ما دخل فی السنۃ الثانیۃ (تحفہ جلد ثانی ص 355

3۔ منتہی الادب میں ہے۔ جزع آنچہ از ثنی باشد یعنی گوسپند وگاؤ بسال دوم درآمدہ

(منتہی الادب جلد اول ص 191)

4۔ فقہ للغۃ میں ہے۔

کل من اولاد المعز والضان فی السنۃ الثانیۃ جزع فقہ اللغۃ وسر العربیۃ للامام اللغوي الثعالبی ص 150

5۔ مجمع البحار میں ہے۔

الجزع من البقر والمعز ما تم لہ سنۃ وطعنت فی الثانیۃ

(مجمع جلد اول ص 181)

6۔ بزل المجہود میں ہے۔

واما الجزع من المعز فہو ما دخل فی السنۃ الثانیۃ

(بزل جلد 4 ص 17 نقلاً عن الحافظ)

ان تصریحات بالا سے معلوم ہوا کہ بکری کا وہ بچہ جو ایک سال پورا کر کے دوسرے سال میں داخل ہو وہ جزعہ معز کہلاتا ہے۔ اب ظاہر دباہر ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ پس کسی صورت میں بکری بکرا خصی بدھیا جو پورے ایک سال کے ہوں قربانی کےلئے درست نہیں۔

## عتود یعنی بکری کا یکسالہ بچہ کی اجازت ایک اور صحابی کو

بخاری شریف میں ایک دوسری روایت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے کچھ جانور صحابہ کرام میں تقسیم کرنے کیلیے حضرت عقبہ بن عامر کے سپرد فرمائے۔ تو انھوں نے تقسیم کر دیئے باقی صرف ایک عتود رہ گیا تو حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میرے لئے تو کچھ نہیں رہا۔ صرف ایک عتود باقی بچتا ہے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا! ضح بہ انت کہ تم اسی کی قربانی کر دو۔

(بخاری شریف پارہ نمبر 23 کتاب الاضاحی)

یہ روایت مسلم شریف میں بھی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اس کی شرح میں لکھا ہے۔ کہ امام بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عقبہ بن عامر کے اسی واقعہ کے متعلق حضور ﷺ کے یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں۔
((فتح پ 23 ص 327

مسلم کے شارح امام نوویؒ لکھتے ہیں۔

روي البیہقي باسناد الصحیح عن عقبۃ بن عامر قال اعطانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غنما اقسمہا ضحایا بین اصحابی فقیعتود منہا فقال ضح بہ انت ولا رخصۃ فیہا لاحد بعدک

امام بیہقی کی روایت صحیحہ کے مطابق مطلب یہ ہوا کہ حضور ﷺ نے یکسالہ بکری کی قربانی کی اجازت صرف عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو دی تھی۔ اور سد اللباب فرمادیا کہ تمہارے سوا اور کسی کیلیئے اس کی اجازت نہیں ہو سکتی۔

ناظرین کرام ،بخاری اور مسلم کی ہر دو روایات گزشتہ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہو سکتا ہے ۔ کہ حضورﷺ نے اس قسم کی اجازت دو صحابیوں کو دی تھی ۔ ایک حضرت ابو بردہ بن نیار ۔ اور دوسرے حضرت عقبہ بن عامر رضوان اللہ عنہم اجمعین کو چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں ۔

(قال البیہقی وسائر اصحابنا وغیر ہم کمانت ہذہ رخصۃ لعقبۃ بنعامر کما کانتشاہا رخصۃ (لابی بردہ بن نیاز ۔ نووی صٍ 155

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں ۔

فلم یثبت الاجزاء لاحد ونفیہ عن الغیر الالابی بردۃ وعقبہ بن عامر

(یعنی ابی بردہ بن نیار کی طرح عقبہ بن عامر کو بھی رخصت مل گئی تھی ۔ اوران دونوں کے سوا کسی اور کیلیئے ثابت نہیں ۔ (فتح پارہ23 ص 329 وکذانی زرقانی جلد ثانی ص 344

اسی طرح امام شوکانیؒ لکھتے ہیں ۔

والتاویل الذي قالہ البیہقی وغیرہ متعین والی المنع من التضحیۃ بالاجزع من المعزذہب الجمہور

( نیل الاوطار مصری جزخامس ص 204 روایت عقبہ بن عامر)

یعنی امام بیہقیؒ نے جو توجیح کی ہے ۔ وہی درست ہے صرف ان دونوں کےلئے رخصت تھی ۔ ان کے ماسوا اوروں کےلئے عتود (جزعہ معز) کی قربانی نادرست ہے ۔ جیسا کہ یہی جمہور کا مسلک ہے ۔ اب ہم عتود کی تشریح نقل کرتے ہیں ۔ تاکہ معلوم ہو کہ حضورﷺ نے جس عتود سے منع کیا ہے اس کی عمر کیا ہے ۔

عتود کی تشریح آئمہ حدیث ولغت کے اقوال سے

فتح الباری میں ہے ۔

وہوامن اولادالمعزماقوي ورعی واتی علیہ حول

(فتح پارہ23 ص 327)

2 ۔ نووی میں ہے ۔

( قال اہل اللغۃ العتود من اولاد المعزخاصۃ قال الجوہري وغیرہ ہوما بلغ سنۃ ((نووی جلد ثانی ص 155

عون المعبود میں بحوالہ نہایہ یہ عبارت ہے ۔

( العتود من اولادالمعزاذاقوي واتی علیہ حول ( عون المعبود جلد ثالث ص53

4 ۔ نیل الاوطار میں ہے ۔

( قلت والعتود من ولد المعز مارعی وقوي واتی علیہ حول ( نیل جز5ص 303

5 ۔ تیسر االوصول میں ہے ۔

والعتود من اولاد المعزماتی علیہ حول

(ملاحظہ ہو کتاب الاضاحی فصل ثالث فیما یجزی من الاضاحی)

6 ۔ زہر الربی میں ہے ۔

العتود ہواالصغیر من اولادالمعزاذاقوي ورعی واتی علیہ حول

(زہر الربی علی النسائی للعلامہ جلال الدین السیوطی ص 203)

7 ۔ کشف الغمہ میں ہے ۔

والعتود من اولاد المعزمارعی وقوي واتی علیہ حول

(کشف الغمہ مصری للامام الشعرانی جز اول ص 189)

8۔ مجمع البحار میں ہے۔

(ہی االصغیر من اولاد المعز اذا قوي واتی علیہ حول (مجمع جلد 3 ص 345

9۔ منتہی الارب میں ہے۔

(عتود بز غالہ یکسالہ (منتہی الارب جلد سوم ص 90

ناظرین کرام! ان حوالہ جات بالا سے ظاہر ہے۔ کہ عتود جس کی اجازت حضرت عقبہ بن عامر کو تنہا ملی تھی۔ اور دوسروں کے لئے ممنوع کر دیا گیا ہے۔ وہ بکری کا یکسالہ بچہ ہے۔ پس اس روایت سے بھی ظاہر ہے۔ کہ بکری بکرا خصی بدھیا جو یکسالہ ہوں ان کی قربانی درست نہیں۔

چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جزعہ ضان کی اجازت جزعہ کے ساتھ ضان کی قید لگا کر دی ہے اس لیے معلوم ہوا کہ سوا جزعہ ضان کے جزعہ معز جزعہ بقر جزعہ ابل کی اجازت نہیں ہے جزعہ معز کی نسبت تو پہلے مفصلا بیان ہو چکا ہے اب جزعہ بقر اور جزعہ ابل کی عمروں کی نسبت لکھا جاتا ہے تاکہ معلوم ہوا کہ اس عمر کی گائے اور اونٹ بھی نادرست ہیں۔

## جزعہ بقر کی عمر

تحفتہ الاحوزی میں نہایہ کے حوالہ سے ہے۔

(الجزع من المعز والبقر ما دخل فی السنتہ الثانیۃ (تحفہ جلد ثانی ص 355

2۔ کفایہ میں بحوالہ مغرب لکھا ہے۔

الجزع من البہائم ما قبل الثنی ومن البقر والشاۃ فی السنتہ الثانیۃ

(کفایہ جلد رابع ص 34)

## جزعہ ابل کی عمر

فتح الباری میں ہے۔

(الجزع من الابل ما دخل فی الخامسۃ (فتح پ 63 ص 324

2۔ کفایہ میں بحولہ مغرب منقول ہے۔

الجزع من البہائم ما قبل الثنی والانہ من الابل فی السنتہ الخامسۃ

(کفایہ جلد رابع ص 34)

3۔ فاذا کان الابل فی الخامسۃ فہو جزع

(فقہ اللغۃ للامام اللغوی الثالبی ص 147)

4۔ منتہی الارب میں ہے۔

(شتر بسال پنجم در آمدہ (منتہی الارب جلد اول ص 191

حوالہ جات بالا سے معلوم ہوا کہ جزعہ بقر گائے کا وہ بچہ ہے جو دوسرے سال میں داخل ہوا اور جزعہ ابل اونٹ کا وہ بچہ جو چار سال ختم کر کے پانچویں میں داخل ہو۔ پس جس طرح جزعہ معز قربانی کے لئے درست نہیں ہے۔ اس طرح جزعہ بقر اور جزعہ ابل بھی قربانی کے لئے جائز نہیں۔ شاہ والی اللہ صاحب مسوی شرح موطا میں لکھتے ہیں۔

(لا یجوز من الابل والبقر والمعز دون الث نی (مستوی جلد اول ص 181

اور بزل المجہود میں مولنا خلیل احمد صاحب سہارنپوری لکھتے ہیں۔

(لا یجوز الجزع من المعز وغیرہ بلا خلاف (بزل المجہود جلد 4 ص 71

مطلب یہ ہے کہ جزعہ معز و بقر و ابل بالاتفاق نا جائز ہے۔ ہاں بقر۔ معز۔ ابل کی قربانی جائز ہے۔ مگر اس وقت جب یہ مسنہ ہوں ورنہ نہیں۔ اب ہم زیل مسنہ کی نسبت علماء حدیث و اامامان لغت کی تحقیقات لکھیں گے۔ تاکہ

معلوم ہوکہ مسنہ جو قربانی کے لائق ہے۔ اُس سے شارع کی مراد کیا ہے۔ ؟

## مسنہ کی تعریف شارحین حدیث وااماان لغت کی زبان سے

1۔ امام نوویؒ نے لکھا ہے۔

( قال العلماء المسنة ہی الثنیة من کل شئ من الابل والبقر والغنم والثنیة اکبر من الجزمة بسنة ( نووی جلد ثانی ص 155

2۔ امام شوکانیؒ لکھتے ہیں۔

المسنة ہی الثنیة من کل شئ من الابل والبقر والغنم بسنة فما فوقھا

( نیل الاوطار جلد خامس ص 212)

3۔ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے۔

( قال اہل اللغة المسن الثنی الذي یلقی سنة ویکون فی ذات الظلف والحافر فی السنة الثالثہ وقال ابن عباس اذا دخل ولد الشاة فی الثالثة فھو ثني و مسن (فتح الباری پارہ 23 ص 328

4۔ علامہ امیر یمانی نے لکھا ہے۔

( المسنة الثنیة منکل شئ من الابل والبقر ( سبل السلام ص 47

5۔ صاحب فتح العلام نے لکھا ہے۔

( الثنیة من الغنم ما دخل فی السنة الثالثة و من البقر کذالک و من الابل فی السادسة ( فتح العلام مصری جلد ثانی ص 295

6۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ صاحب نے لکھا ہے۔

( الثنی من الابل ما استکمل خمس سنن و من البقر والمعز ما استکمل سنتین وطعن فی الثالثة ( مسوی شرح موطا جلد 1 ص 181

7۔ صاحب تیسر االوصول نے لکھا ہے۔

الثنی من ذوات الظلف والحافر ما دخل فی السنة الثالثة و من ذوات الخف ما دخل فی السنة السادسة

(تیسر االوصول خلاصہ تجرید لاصول مولفہ قاضی القضاہ شرف الدین البرزی باب الہدی والاضاحی)

8۔ علامہ شیخ محمد طاہر نے لکھا ہے۔

( الثنیة من المعز ما دخل فی السنة الثالثة وکذا من البقر و من الابل ما دخل فی السادسة ( مجمع البحار جلد اول ص 166

9۔ صاحب عون نے بحوالہ نہایہ لکھا ہے۔

( الثنیة من المغنم ما دخل فی السنة الثالثة وکذا من البقر کذالک و من الابل ما دخل فی السادسة ( عون المعبود جلد ثالث ص 53

واضح ہوکہ غنم معز اور ضان یعنی بکری اور بھیڑ دونوں کو بولا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو مجمع البھار جلد ثانی ص 277

( وکذا فی مبزل ا لجھود والغنم صفان المعز والضان ( بزل جلد رابع ص 71

(خف ور حافر بے چرے ہوئے کھر کو کہتے ہیں۔ مگر خُف اونٹ کیلیئے بولا جاتا ہے۔ اور حافر گھوڑے کیلیئے ملاحظہ ہو۔ ( مجمع البحار جلد اول ص 320

اور زف چرے ہوئے کھر کو کہتے ہیں۔ جوکہ گائے۔ بکری۔ اور بھیڑ میں ہوتا ہے۔ مجمع میں ہے۔

والظلف ہو االمنشق من القوائم للبقر والغنم کا الحافر للفرس والخف للبعیر

(مجمع البحار جلد ثانی ص 332)

ان حوالہ جات سے یہ چند امور ظاہر ہوئے اول یہ کہ مسنہ اور ثنیہ ہم معنی اور مترادف الفاظ میں دوئم یہ ثنیہ <u>معز 1</u>۔ ثنیہ <u>ضان 2</u>۔ ثنیہ <u>بقر 3</u> ہم عمر جانوروں کا نام جیسا کہ ہمارے حوالہ جات کے 3۔5۔6۔7۔8۔9 سے ظاہر

ہے۔ سوم ثنیہ معز وضان اور ثنیہ بقر اور ثنیہ ابل کی عمروں کا تعین معلوم ہوئی چنانچہ اس کو تفصیل کے ساتھ نیچے لکھا جاتا ہے۔

ثنیہ ابل 1 اونٹ کا وہ بچہ ہے۔ جو پانچ سال پورا کر کے چھٹے سال میں قدم رکھے۔ ثنیہ بقر 2 گائے کا وہ راس ہے۔ جو دو سال پورا کر کے تیسرے سال میں قدم رکھے۔ ثنیہ معز 3 بکری خصی کا وہ راس ہے۔ جو دو سال پورا کر کے تیسرے سال میں قدم رکھے۔ ثنیہ غنم 4 بھیڑ یا مینڈھا کا وہ راس ہے۔ جو دو سال پورے کر کے تیسرے سال میں قدم رکھے۔ جب اونٹ یا گائے یا بکری ثنیہ ہو جاوے۔ یعنی وہ ان عمروں کو پہنچ جاویں جس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔ تب یہ جانور قربانی کے لائق ہوتے ہیں۔

محدثین کرام کی روش مسنہ کی تشریح میں مختلف رہی ہے۔ بعضوں نے مسنہ کی تشریح میں جانور کے ساتھ اس کی عمر کی قید لگا دی ہے۔ کہ جس عمر میں وہ جانور مسنہ ہوتا ہے۔ اور بس اور بعضوں نے دانت نکلنے کو اصل سمجھ کر عمر کا ذکر تبعاً کیا ہے۔ چنانچہ ہم اب اسی کا ذکر کرتے ہیں۔

1۔ فتح الباری میں ہے۔

(وحکی ابن التین عن الداودي ان المسنة التی سقطت اسنانها للبدل وقال اہل اللغة المسن الذي يلقی سنه ويکون فی ذات الحف فی السنة السادسة وفی ذات الظلف والحافر فی السنة الثالثة (فتح پ23 ص 328

2۔ عون المعبود میں ہے۔

الثنی من الابل الذي يلقی سنة وذالک فی السادسة ومن الغنم الداخل فی السنة الثالثة

بحوالہ محکم اور بحوالہ صحاح یہ عبارت ہے۔

(الثنی الذي يلقی ثنية ويکون فی ذالک الظلف والحافر فی السنة الثالثة وفی الخف فی السنة السادسة (عون جلد 3 ص 53

3۔ سندھی علیٰ حاشیہ نسائی میں ہے۔

( مسنة اسم فاعل من اسنت اذا طلع سنها وذالک بعد السنتين لا من اسن الرجل اذا کبر (مقولہ علامہ سندھی حنفی علی النسائی جلد 2 ص 203

4۔ تیسرا الوصول میں ہے۔

( المسنة التی لها سنون (تیسر الوصول فصل ثالث فیما یجزی من الضاحی

5۔ مجمع البحار میں ہے۔

والمسنة تقع علی البقرة والشاة اذا اثنيا ويثنيان فی السنة الثالثة

(مجمع جلد ثانی ص 148)

6۔ منتہی الارب میں ہے۔

ثنیہ کہ دندان پیش برامدہ ای ناقی درف سال ششیم ورامد و گوسپند و گائو در سوم درآمدہ

(منتہی الارب جلد اول ص 170)

7 ( ۔ فقہ لغت میں ہے۔ (ملاحظہ ہو فقہ لغہ وسر العربیۃ امام لغوی ثالبی

8۔ منجد میں ہے۔

(الثنی الذي يلقی ثنية وہی اسنان مقدم الضم (منجد بحث ثنی

ناضرین کرام! ان حوالہ جات بالا سے یہ ظاہر ہوا کہ مسنہ یا ثنیہ اونٹ یا گائے یا بکری ہے کہ جس کے دودھ کے دانت آگے کے نوجوانانہ دانتوں کے نکلنے کے سبب گر گئے ہوں اور بلحاظ عمر وہ اونٹ ثنیہ ہے۔ جو چھٹے سال میں قدم رکھے۔ اور اسی طرح وہ گائے یا بکری ثنیہ (مسنہ) ہے جو تیسرے سال میں قدم رکھے۔ نیز یہ بھی ظاہر ہوا کہ بقر اور معز جب ثنیہ ہوتے ہیں۔ تو دونوں ہم عمر ہوتے ہیں۔ یعنی بکری بھی اپنے دانت ہوتے وقت تیسرے سال میں داخل ہو لیتی ہے۔ اور گائے بھی اپنے دانت ہونے کے وقت تیسرے سال میں داخل ہو لیتی ہے۔ جیسا کہ یہ مسئلہ ہمارے پہلے قائم کردہ حوالہ جات کے علاوہ مندرجہ بالا حوالاجات کے 1۔2۔5۔6۔7 سے ظاہر ہے۔ مسنہ کے متعلق مذکورہ بالا مباحث جو عرض کیے گئے ہیں۔ وہ سب تقریباً کتاب الاضاحی کے متعلق ہیں۔ اب ہم کو مسنہ کی تشریح میں کتاب الزکوٰۃ سے جو ملتی ہے۔ اس کو بھی عرض کرتے ہیں۔ کتاب الزکوٰۃ باب صدقۃ البقر میں

ومن کل اربعين بقرہ مسنة

کے حدیث میں مسنہ کا لفظ وارد ہے۔ اس کی تشریح شارحین حدیث نے جو فرمائی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

1۔ زرقانی شرح موطا میں ہے۔

مسنۃ التی دخلت فی الثالثۃ (زرقانی جلد 2 ص 57)

2۔ مصفّٰی میں ہے۔

مسنہ آنست کہ گزشتہ باشد بردے دوسال وداخل شد درسال سوم

(مصفّٰی 1 ص 204)

3۔ مسوّیٰ میں ہے۔

والمسنۃ التی طعنت فی الثالثۃ (مسوّیٰ جلد اول ص 205)

4۔ سندھی حاشیہ نسائی میں ہے۔

مسنۃ ای ما دخل فی الثالثۃ (مقولہ علامی سندھی حنفی نسائی 1 ص 339)

5۔ تحفۃ الاحوزی میں ہے۔

مسنۃ ای ما کمل لہ سنتان و طلع سنہا و دخل فی الثالثۃ

(تحفۃ الزکواۃ ص 4)

6۔ بزل المجہود میں ہے۔

مسنۃ وہی التی طعنت فی الثالثۃ سمیت بذالک لانہا طلعت سنہا

(بزل المجہود جلد ثالث کتاب الزکواۃ ص 17)

7۔ ہدایہ کفایہ میں ہے۔

وہی التی طنعت فی الثالثۃ (کتاب الزکواۃ فصل فی البقر ص 123)

ناظرین کرام! حوالہ جات بالا سے ظاہر ہے وباہر ہے۔ کہ مسنہ گائے کی وہ راس کہلاتی ہے۔ جس کے دانت نکل آئے ہوں۔ اور دوسال پورے کر ے کے تیسرے سال میں قدم رکھے۔ واضح رہے عون المعبود سبل السلام فتح العلام کے کتاب الزکواۃ باب صدقۃ لبقر میں مسنہ کی تشریح میں ''زات الحولین'' لکھا ہے۔ مگر یہ اگلی تشریحات کے معارض نہیں۔ کیونکہ جو راس دو سال پورے کر کے تیسرے میں قدم رکھے۔ وہ ذات الحولین تو بہر حال ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی بات ہے کہ عون المعبود اور فتح الکلام کے کتاب الاضاحی کے تحت لفظ مسنہ انہی شارحین نے مسنہ بقر اُسے قرار دیا ہے۔ جو دوسال پورے کر کے تیسرے میں قدم رکھے۔ پس ان کے ہر دو مقام کی تشریح میں کوئی تعارض پیدا کرنے کی بجائے وہی تطبیق دینی چاہیے۔ جو کہ میں نے عرض کی ہے۔ بہر حال کتاب الزکواۃ کے اندر واقع شدہ لفظ مسہ کے وہ تشریحات جو بحوالہ تحفہ و سندھی و بزل و مسوی وغیرہ کے عرض کیئے گئے ہیں۔ اُن تشریحات کے بالکل مطابق ہیں۔ جو کتاب الاضاحی کے لحاظ مسنہ کے ماتحت پہلے عرض کیے جا چکے ہیں۔ ان سب کا ماحصل یہ ہے۔ کے اونٹ اور گائے اور بکری اس وقت قربانی کے قابل ہوں گے۔ جب کہ ان کے دودھ کے دانت نوجوانانہ دانتوں کے نکلنے کے سبب گر جاویں۔ اور اونٹ پانچویں سال سے نکل کر چھٹے سال میں قدم رکھ لے۔ اور گائے و بکری دوسال پورے کر کے تیسرے میں قدم رکھیں۔ کہ دانت کا نکلنا ہی اور مذکورہ بالا عمروں مذکورہ بالا جانوروں کا پہنچنا ان کے ثنیہ اور مسنہ ہونے کا وقت ہے۔

واضح ہو کہ جانوروں کے ثنیہ ہونے کے لئے صرف ان کے دانت کا نکلنا ضروری ہے۔ کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ کسی سرزمین کی آب وہوا کی تاثیر ایسی ہو کہ وہاں مذکورہ بالا جانور مذکورہ بالا عمروں میں پہنچنے سے کچھ پہلے ہی مسنہ دانت والے ہوجاویں۔ تو ایسے موقعہ پر اعتبار دانت کے نکلنے کا ہی رہے گا۔ کیونکہ دراصل مطمع نظر ہر ایک کا دو دانت ہے۔ اور عمروں کی نسبت جو تفصیلات ہیں۔ وہ محدثین کرام کے تجربہ اور پش آمدہ اندازہ ہیں۔ اس لئے ناقص راقم الحروف کی رائے میں بغرض سہولت قربانی کے جانوروں ک شناخت کا دارومدا لگلے دانتون کے نکلنے کے موقع پر عمروں کی جو متعین فرمائی ہے وہ بہت بڑی حد تک اک کے صحیح تجربہ پر مبنی ہو۔

## حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل

عن نافع ان عبداللہ بن عمر کان یتقی من الضحایا والبدن التی لم تسن

(یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ احتراز مے کرد از قربانیا اشتراں ہدے چیزے کہ دنداں نہ برآوردہ (مصفّٰی جلد اول ص 181)

زرقانی میں ہے۔

لا یضحی الا ثنی المعز والضان والابل والبقر (زرقانی 3 ص 223)

مطلب یہ ہے کہ حضرتگ عبداللہ بن عمر بھیڑ بکری اونٹ گائے میں سے ہر ایک چیز کی قربانی اس وقت کرتے تھے جبکہ ان کے دانت نکل آئیں۔ اگرچہ بھیڑ کا جزعہ یعنی بے دانت والا حسب فرمان نبوی ﷺ کے جائز ہے۔ مگر وہ بھیڑ کا داتنا ہی قربانی میں کرتے تھے۔ بہر حال جزعہ ضان کے سوا اور جانوروں کی قربانی کیلیئے دانت ہونا ضروری ہے۔ صرف دانت کی شرط ضروری قرار دینے سے جیسا کہ محدثین اعلام کی تصریحات سے پہلے زکر کیا جا چکا ( ہے۔جماعت اہل حدیث اور احناف میں جو اس کے اندر اختلاف ہے۔ وہ بھی رفع ہوسکتا ہے۔ کیونکہ حنفیہ کہتے ہیں کہ مسنہ وہ ہے۔ جو دانت والا ہو۔ ملاحظہ ہو۔ ( بزل المجہود کتاب الزکواۃ ص 17

اور ملاحظہ ہو مقولہ علامہ سندھی حنفی علی النسائی جلد ثانی ص 203 اور ملاحظہ ہو مجمع البحارج ثانی ص 148 ) اور جماعت اہل حدیث بھی یہی کہتی ہے۔ کہ مسنہ وہی ہے جو داتتہ ہو۔ پس اختلاف کہاں رہ گیا۔

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہوگی

یہ ہوائی کسی دشمن نے اُڑائی ہوگی۔

ہم صاحب بزل کی تشریح پر کہ مسنہ وہ ہے جس کے دانت نکل آئے ہوں۔ خوش وہ رہے تھے۔ لیکن قدوری و بدائع کے حوالے سے آپ کے اس لکھنے پر کہ

الثنی من المعزو الضان ابن سنۃ

کیوں نہ ہو یہ تو امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے۔

والمعز ما تمت لہ سنۃ (ملاحظہ ہو مسویٰ جلد اول ص 181 والثنی عند ابی حنیفہ من الضان

اور ہدایہ میں ہے۔

والثنی من الضان والمعز ابن سنۃ

(ملاحظہ ہو ہدایہ مع کفایہ جلد 4 ص 34) (کزانی کنز الدقائق ص 421)

پس انتصار مذہب میں اگر قلم کا رخ ادھر بھی پھر گیا تو کیا بے جا ہوا؟ ہاں مولانا کے رنگین قلم سے حیرت افزا متضاد تشریح پڑھ کر مجھے یہ شعر یاد آیا۔

معشوق ما بمذہب ہر کس برابر است

با مطرب شراب خورد' با زاہد نماز کرد

خلاصہ معروضات یہ ہے کہ قربانی کے لئے جانور کا داتتہ ہونا ضروری ہے۔ ہاں بھیڑ مینڈھا اگر داتتہ نہ ہوں تو بھی جائز ہیں۔ بشرطیکہ جمہور اہل علم کی تشریح کے مطابق وہ ایک سال کے ہوں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[فتاویٰ علمائے حدیث]

## جلد 13 ص 129-147

### محدث فتویٰ